محمد عمر فاروق

الجزائر میں مسلمانوں کے قتل عام کے اصل حقائق

الجزائر کی سرزمین نے ۳، جولائی ۱۹۶۲ء کو پندرہ لاکھ مجاہدین آزادی کے خون سے سیراب ہونے کے بعد فرانس سے آزادی حاصل کی۔ ۱۵، ستمبر ۱۹۶۳ء کو احمد بن بلا الجزائر کے باقاعدہ صدر منتخب ہوئے۔ بن بلا کے انتخاب میں ان کے دوست جمال عبدالناصر نے بھی اہم کردار ادا کیا۔ احمد بن بلا پر ناصر کے گہرے اثرات تھے۔ اسی لیے بن بلا نے تحریک آزادی کے جذبۂ اسلامی کو پیش نظر رکھنے کی بجائے اشتراکی نظریات کو فروغ دیا اور الجزائر میں دینی قوتوں کو اقتدار سے دور رکھ کر کیمونسٹ ملکوں سے تعلقات قائم کیے۔

الجزائر کی جنگ آزادی فرانسیسی استبداد سے خلاصی اور اسلامی حاکمیت کے قیام کے لیے لڑی گئی تھی۔ لیکن سیاست اور اقتدار پر وہ لوگ چھا گئے جو فرانسیسی آرمی اور تعلیمی اداروں کے تربیت یافتہ تھے۔ مزید بر آں سید ابوالحسن علی ندوی کے بقول ''ان میں کئی ایسے لیڈر بھی تھے۔ جن کے لیے عربی زبان اجنبی زبان کی طرح تھی اور وہ عرصہ تک جیلوں میں یا غیر اسلامی ماحول میں رہنے کی وجہ سے ذھنی طور پر اسلام کی اخلاقی تعلیم سے نا آشنا تھے۔ انہوں نے اس جذبہ سے ملک کی تعمیر میں مدد نہ لی اور ملک کی تعمیر غیر مذھبی بنیادوں پر کرنے کی کوشش کی۔''

بعد ازاں صدر بومدین کے دور حکومت میں بھی اشتراکیت کو پھیلانے میں زور و شور سے کام لیا گیا۔ انتظامیہ اور تعلیمی مراکز میں صرف اشتراکی ذھن والوں کی خدمات حاصل کی گئیں۔ جس کے نتیجے میں دین سے دوری ان اداروں کے تربیت یافتہ افراد کا شعار بنتی گئی۔ دین والحاد کی آویزش الجزائر میں سالوں جاری رہی۔ تا آنکہ کئی سال پہلے جب اسلامک سالویشن فرنٹ نے عام انتخابات میں دوسری جماعتوں پر واضح اکثریت حاصل کر لی تو الجزائری فوج نے اسلام پسندوں کو حکومت بنانے کا موقع دینے کی بجائے اسلامک سالویشن فرنٹ کو ہی خلاف قانون قرار دے کر خود اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ جس پر ملک گیر احتجاج ہوا۔ لیکن حیرت یہ ہے کہ مغربی دنیا جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں مارشل لا کو ناپسند کرتی اور جمہوریت کی حمایت کرتی ہے اس جمہوری ناانصافی اور ظلم پر خاموش ہے۔

فوج کے اس ظالمانہ اقدام پر الجزائر کے عوام نے سخت مزاحمت کی اور زن و مرد سڑکوں پر نکل آئے۔ عوام کے پر امن احتجاج کو فوج نے تشدد کے ذریعے ختم کرنا چاہا۔ لیکن عوامی سیلاب بڑھتا چلا گیا۔ جس پر فوج نے جو اشتراکی نظریات کی حامی ہے۔ ایک خونی منصوبہ بنایا اور اسلامک سالویشن فرنٹ کے حامیوں اور دیندار عام شہریوں کو چن چن کر قتل کرنا شروع کیا۔ تاکہ اسلام پسندوں کی عظیم اکثریت کو اقلیت میں بدلا جا سکے۔ الجزائر آجکل شدید قتل و غارت گری کی لپیٹ میں ہے۔ فوج منظم طریقے سے چھاپہ مار

کارروائیوں کے ذریعے معصوم شہریوں کو تہہ تیغ کرتی ہے اور الزام اسلامی گروہوں پر عائد کر دیا جاتا ہے۔

برطانوی اخبارات کے بعض نمائندوں نے جن میں آبزرور کے جان سوینی۔ انڈی پینڈنٹ کے رابرٹ فسک، ٹائمز کے انتھونی لائیڈ اور چینل فور نیوز کی سائرہ شاہ شامل تھیں۔ الجزائر کا دورہ کر کے خوفناک انکشافات کیے ہیں۔ ان صحافیوں کے مطابق الجزائر کے قتل عام میں فوج ملوث ہے۔ ۱۹۹۷ء میں قتل عام کے تین بڑے خونی واقعات جہاں رونما ہوئے وہ جنوبی الجزائر کا علاقہ تھا۔ جسے فوج نے گھیر رکھا تھا۔ وہاں قاتلوں نے ۲۰۰ بچوں، مردوں اور عورتوں کو ذبح کر دیا اور پولیس جب حرکت میں آئی تو کوئی قاتل گرفتار نہ ہو سکا۔ ان مقتولین کی ہمدردیاں اسلام پسندوں کے ساتھ تھیں۔ فوج کی کارروائی مکمل ہونے کے بعد ہی پولیس موقع پر پہنچتی ہے۔

ان صحافیوں کے مطابق الجزائری فوج اور پولیس کے ان ملازمین نے جو فرار ہو کر برطانیہ پہنچے۔ ان میں سے ایک سابق فوجی یوسف نے قتل عام کی کارروائیوں کے واقعات سناتے ہوئے بتایا کہ وہ اور اس کے فوجی ساتھی قتل عام سے پہلے کس طرح اسلام پسندوں کا روپ دھارتے اور مصنوعی داڑھیاں لگا کر معصوم شہریوں پر حملہ آور ہوتے تھے۔

برطانیہ میں پناہ حاصل کرنے والے دو پولیس ملازمین نے آبزرور کو ایک دردناک کہانی سناتے ہوئے بتایا کہ انہوں نے الجزائر کے ایک علاقے کے گرد اپنے ساتھیوں کے ہمراہ گھیرا ڈالا اور بجلی منقطع کر دی اور پھر سیکورٹی ملیشیا کے جوان علاقے کے اندر داخل ہو گئے اور جب وہ دو گھنٹے تک کارروائی مکمل کرنے کے بعد باہر آئے تو ہم ان کے چلے جانے کے بعد جائے وقوعہ کے کلین اپ کے لیے گئے تو میں نے اپنی آنکھوں سے ہلاک شدہ مردوں عورتوں اور بچوں کو دیکھا۔ یہاں تک کہ ایک معصوم بچے کا گلا کٹا ہوا تھا۔

الجزائر کے ایک قصبے کا واقعہ سناتے ہوئے منحرف الجزائری پولیس والوں نے بتایا کہ اس قصبے میں سیکورٹی ملیشیا والے اسلام پسندوں کا مخصوص لباس پہنے اور بناوٹی داڑھیاں لگائے ہوئے پہنچے اور انہوں نے ہمارے افسر کو بتایا کہ ہم قصبے کا گھیراؤ کر چکے ہیں۔ اب تم انتظار کرو۔ دو گھنٹے بعد وہ واپس آئے تو ہم نے پوچھا کہ کیا واقعہ پیش آیا تو انہوں نے کہا کہ کچھ نہیں اور پھر انہوں نے اپنے خون سے آلودہ ہاتھ پونچھ ڈالے اور جب ہم علاقے میں داخل ہوئے تو ہر گھر میں لوگوں کے گلے کٹے ہوئے تھے اور ان کے سر تن سے جدا نظر آ رہے تھے۔

برطانوی صحافی جان سوینی کا یہ کہنا بالکل درست ہے کہ یورپ الجزائر میں اپنے مفادات کی وجہ سے الجزائر کی حکومت کی مخالفت سے ہچکچاتا ہے۔ کیونکہ الجزائر میں تیل اور گیس کے بھاری ذخائر موجود ہیں۔ الجزائر سے سپلائی ہونے والی گیس سے ہی میڈرڈ اور روم کے چولہے جلتے ہیں۔ علاوہ ازیں الجزائر کے برطانیہ کے ساتھ پٹرولیم کے ۸، بلین پونڈ کے معاہدے ہیں۔ کوئی مغربی حکومت الجزائر کے ساتھ بگاڑ پیدا کرنا نہیں چاہتی۔ کیونکہ ان کے نزدیک معاشی اور تجارتی مفادات مسلمانوں کے خون سے کہیں زیادہ فوقیت رکھتے ہیں۔

اب تک ۹۰ ہزار سے زائد مسلمان مارے جا چکے ہیں لیکن انسانی حقوق کے عالمی ادارے اس درندگی اور بہیمیت پر مجرمانہ خاموشی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ مظلوموں کا خون بے گناہی ضائع نہیں جاتا۔ بلکہ جب یہ رنگ لاتا ہے تو اپنی رو میں مغرور فرعون کو بہا کر لے جاتا ہے۔ یورپ مسلمانوں کے قتل پر خوش ہے۔ لیکن اسے معلوم نہیں کہ مسلمان کٹ جاتا ہے جھک نہیں سکتا اور نہ کسی کے مٹائے مٹ سکتا ہے۔

بقیہ از ص ۹

نگے اور پھر یکدم یہ مصرع میری زبانِ دلِ ترجماں پر ناچنے لگا

جاگ سوزِ عشق جاگ

عشق کے بغیر کائنات ادھوری بلکہ مادھوری ہے۔ عشق کو حضوری حاصل ہے۔ عشق پہلے مطلوب کے دل مضطر میں پیدا ہوتا ہے۔ عشق زندگی کا حاصل ہے۔ عشق میرا دین، عشق میرا ایمان ہے۔ عشق سے جہان ہے، جان میں جان ہے۔ عشق کمان ہے اور دلِ تیر نظر سے گھائل ہے۔

اور میرے ہاتھ کسی مغربی حور کے گلے میں حمائل ہیں   تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشا ایست

اور فلمی دُم دار ستارے مل کر گاتے ہیں....   یہ عشق عشق ہے عشق عشق، یہ فسق فسق ہے فسق فسق

بقیہ از ص ۱۹

اس کو خرید لے۔ عالم ہر زمانہ میں، ہر جگہ قبلہ نما رہے

مدرسہ کا کام یہ ہے کہ وہ ایسے باضمیر باعقیدہ، ایسے باایمان، ایسے باحوصلہ ایسے باہمت فضلاء پیدا کرے کہ جو اس ضمیر فروشی، اصول فروشی اور اخلاق فروشی کے دور میں روشنی کے مینار کی طرح قائم رہیں کہ وہ کہیں نہیں جاتا اپنی جگہ پر کھڑا ہے، راستہ بتاتا ہے، جیسے قبلہ نما کہ آپ کہیں ہوں وہ آپ کو قبلہ بتادے گا، ہندوستان میں بتائے گا، دوسرے ملک میں بتائے گا، پہاڑ پر رکھیں تو بتائے گا، پل پر رکھیں تو بتائے گا، یہ عالم کا کام ہے کہ ہر زمانہ میں ہر جگہ قبلہ نما رہے۔ (بشکریہ ماہنامہ تعمیر حیات لکھنؤ ۲۵ جنوری ۱۹۹۶ء)

بقیہ از ص ۲۳

میں سے جس سے مناسبت ہو اس کی خدمت میں تھوڑے دنوں کے لئے حاضری یا گذرے لوگوں کے دینی واقعات و حالات کا مطالعہ بھی آپ کے مقصد میں معاون ہو گا۔

ہمارے مدارس ملّت کا قیمتی سرمایہ ہیں۔ ان کے بقاو وجود کی حفاظت کی طرح ان کے روح و مزاج اور پیغام کی حفاظت بھی ہماری ذمہ داری ہے۔ موجودہ حالات میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان مدارس کی خدمت، ان کی روح کا احیاء، ان کے علمی، اخلاقی اور دینی معیار کی حفاظت اور اس میں ترقی کی کوشش ایک اہم ضرورت ہے۔ اور اس کی ذمہ داری سب کی ہے۔ (بشکریہ ماہنامہ "الفرقان" لکھنؤ فروری ۱۹۹۹ء)